ملنگئ سمُڑِہ

پُپیچوْ

اسرارالدین اسرار

شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی گلگت

Copyright © 2011 SLCPS

پُپیچوْ .... اسرار الدین اسرار

سُکیٹوْ .... مطائب شاہ

ریاک .... مل‌گئ سمُٹرِہ

ٹھپوتل .... پینگرافکس اسلام آباد

پُمُوکِہ ٹھاپہ .... فروری 2012

کلِین 500

کھرِین .... Rs.

بگاروْ .... المرتضیٰ بکڈپو اتحاد چوک، گلگت 05811-52627

شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی گلگت

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
1	مقدمہ	iv
2	پیش لفظ	ii
3	شِنا مشے (شینا حروف تہجّی)	
4	ملنگئ سمُٹرِہ	
5	خدائیٹ گِلہ	
6	پیرئ تِکنی	

مقدمہ

ایک روایتی زبانی لسانی سماج کا تحریری روایت میں آنے کے ارتقائی مرحلے میں ادب کی درجہ بندی کرتے ہوئے Margaret Wendell, NOL 17, 1974 لوک ادب کو پہلے درجے میں رکھتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوک ادب کسی زبانی لسانی سماج کے حافظے میں کسی نہ کسی سطح پر موجود ہوتا ہے۔ لہٰذا مبتدی پڑھنے کے دوران اپنی ذہنی ترسیم کو صفحے پر موجود لفظ کی مستقل صورت سے ملاتا ہے اور ذہن میں موجود معنی اخذ کرتا ہے۔ جدید تحقیق نے اس کی عملی افادیت ثابت کی ہے۔

چنانچہ شینا کا تحریری روایت میں آنے کے عمل کے دوران تالیف ہونے والے ادب کے ضمن میں بھی Wendell کی درجہ بندی ہی کو مقدم رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس درجہ بندی کی ثقاہت کو ملحوظ رکھتے ہوئے شینا کے روایتی زبانی لوک ادب کو بہت حد تک تحریر کے قالب میں ڈال کر شائع کیا گیا ہے اور اس روایت کو برقرار رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ لوک ادب کو تحریری صورت دینے کی کوششیں جاری ہیں۔

بالکل اسی طرح شینا کی قدیم لوک شاعری جو اُگالِئے، دادئ گایے، گرا گایے، بِرانگئِے، یماگئِے ہماگئِے، جُلیلِئے وغیرہ پر مشتمل ہے، نیز ہم عصر شینا شاعری شینا لسانی سماج کے حافظے میں کسی نہ کسی سطح پر محفوظ ہے۔ لہٰذا لوگوں ن وقت کے ساتھ ساتھ ہم عصر شینا شاعری[1] کو انفرادی طور پر منضبط کرنے کی کوششیں کی ہیں۔

[1] ہم عصر شینا شاعری سے یہاں ہماری مراد ملنگ دور کی شینا شاعری ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ Local Colour اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتا ہے۔

اسرارالدین اسرار کی تالیف ''ملنگئ سمُٹرِہ'' ''مجموعۂ ملنگ'' بھی اس طرح کی ہی ایک کوشش ہے۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ ہمیں معنی کی بجائے شینا شاعری کی شعریات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے یعنی انفرادی فن پاروں کے مطالعے کی بجائے ان بنیادی اصولوں کی تلاش پر زیادہ توجہ صرف کرنی چ اہیے جو شعریت یا ادبیت پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں [2]۔ مذکورہ بالا روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ لازم ہے کہ دستیاب

---

[2] ہیگل اور مارکسی مفکرین نے ہیئت پسندوں پر زبردست تنقید کی ہے لیکن (Robert Schultz,1948) رابرٹ شولز نے ہیئت پسندوں پر اس الزام کی تردید کی ہے کہ انہوں نے مواد (Content) کا کوئی لحاظ نہیں رکھا بلکہ فقط فارم (Form) کو ہی اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ بلکہ انہوں نے انفرادی فن پاروں کے مطالعے کے بجائے ان اصولوں کی تلاش پر زیادہ توجہ صرف کی جو شعریت یا ادبیت پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے بعض اعلیٰ درجے کے ادبی شہ پارے پیش کئے۔ یہ کہنا بھی بے جا ہے کی ہیئت پسند معنیاتی اور تاریخی جہت کو سرے سے فراموش کر بیٹھے تھے۔ البتہ انہوں نے شعریت اور ادبیت کی راہ اختیار کی۔

ان کے نزدیک سوسئیر (Ferdinand de Saussure (1857-1913 کا یک *زمانی synchromic* لسانیاتی ماڈل تھا لیکن دوسری طرف رومن جیکب سن(Roman Osipovich Jakobson 1896) اور لوکاچ (Georg Lukács, 1885) کی مارکسی فکر بھی تھی۔ اس لئے ہیئت پسندوں نے اسے اپنانے سے گریز کیا۔ روسی ہیئت پسندوں اور ان کے بعد آنے والے ساختیاتی مفکرین نے فکشن کی شعریات کو ان بنیادوں سے ہمکنار کیا جن پر کہ یہ آج قائم ہے۔ اور یہ فکشن کی قابل ذکر شعریات ہے۔ اینگلو امریکن فکر کے اولین نقوش بھی روسی ہیئت پسندوں کے ہاں موجود ہیں۔ پراگ سکول کو بھی روسی ہیئت پسندوں ہی کی توسیعی شکل گردانا جاتا ہے اور یہ سمجھنا بھی سراسر غلطی پر مبنی ہوگا کہ ہیئت پسند خارجی حقیقت کو بلکل فراموش کر چکے تھے۔ ہاں البتہ وہ صداقت اور حقیقت کو ایک اضافی شے قرار دیتے تھے اور ادب میں اسے دریافتی نہیں بلکہ خلقی نوعیت دیتے تھے۔ اس کا

روایتی زبانی شاعری کو تحریر میں لاکر شعریات کو مرتب کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ فن پاروں کو تالیف کیا جائے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے شینا لینگوی ج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی نے دستیاب ہم عصر شاعری کو زیادہ سے زیادہ اکھٹا کرنے اور ضروری ترمیم وایزادی کے بعد اسے شائع کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ ایک معتد بہ کام کی موجودگی میں شینا شعریات کی جستجو کی جا سکے۔ "مجموعۂ ملنگ" ہم عصر شینا شاعری کا وہ حصہ ہ ے جس کو شینا موسیقی میں بطور کلام استعمال کیا جاتا رہا ہے [3]۔ گائیکی نے ملنگ کی شاعری کو مذاق الاعام میں مقبولیت کا درجہ دے دیا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنی تنہائیوں میں اسے گنگناتے پائے جاتے ہیں۔ شعراء اپنی شاعری میں ملنگ خلیفہ جان کو بطور استاد اور راہ نما استعمال کرتے ہیں۔ جیسے،

کون فرہاد، مجنون گہ ملنگ جان ہن
مہ گہ اے عاشقو قطارر ہنُس
(اعجاز الحق اعجاز)

مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے حقیقت کو رد کر دیا تھا بلکہ اس سے ان کے اس احساس کا پتہ چلتا ہے کہ جس میں خارجی حقیقت ایک متنوع حیثیت کی حامل ہے اور لاتعداد امکانات رکھتی ہے۔ ادبی تاریخ میں ہیئت پسند ایک خاص طرح کی جدلیت کے قائل دکھائی دیتے ہیں اور اس جدلیت کو ایسا مضبوط جواز حاصل ہے کہ مارکسی

[3] گلگت بلتستان کی مشہور عشقیہ داستان "یورمس گہ ملنگ" کا تذکیری کردار یہی ملنگ خلیفہ رحمت جان ہی ہے جو اپنے آبائی گاؤں چھیر (شیر قلعہ) میں یورمس کے عشق میں گرفتار ہوا اور اسی زمانے میں انہوں نے اپنی مشہور غنائی شاعری تخلیق کی۔ فارسی زبان سے واقفیت اور اس سے بے پناہ لگاؤ کی وجہ سے انہوں نے اپنی شینا شاعری کو فارسی کلاسیکیت کا جامہ پہنایا۔

کہ ’’جو حالت اور کیفیت فرہاد، مجنون اور ملنگ جان پر طاری تھی وہی کیفیت مجھ پر بھی غالب ہے اور میں انہیں کے افکار اور خیالات سے مستفید ہوں۔ ‘‘

عشقئ گُٹُمار اکھان ببلہ تھرِید توْ
ملنگئ شاعری رِیُسکار چھچِہ مِن
(سلیمان شاہ)

کہ ’’اگر عشق کی عمیق گہرائی کو بیان کرنا مقصود ہو تو ملنگ کی شاعری اس ہنر کو برتنے کے لئے ایک پیمانہ ثابت ہو سکتی ہے۔‘‘

ملنگ ساقی ہنُہ مئ شاعرِیئئ
عشقئ نشہ ولے روْس ٹھاگُرِ دے
عشقئ مچار کُرِئگُنْ شاعرِیئر
(گوہر علی گوہر)

کہ ’’ملنگ میری شاعری کا استاد ہے جنھوں نے عاشقی کے استعارے کو معنوی انداز میں برت کر اپنی شاعری میں عشق کے خمار کو برقرار رکھا ہے۔‘‘

تُہ مئ ساقی گہ ہنو سان گہ ہنو
بِردِیئ شاعرو یرگان گہ ہنو
عشقئ دجورنر کے مورِئےُ بینن
تُہ اینئ لے گہ سُر گہ تان گہ ہنو
(عبدالحفیظ شاکر)

کہ ''تو میرے فن کا استاد اور سرچشمہ ہو۔ میرے دیس کے سخنوروں کا راہنما بھی اور اس پر مستزاد یہ کہ عشق کے سوز سے پھوٹنے والے منظم خیالات واحساسات کے تکون (لے، سُر اور تان) کا مرقع بھی۔

یہ ایک یقینی بات ہے کہ مگلن ہی وہ شخص ہے جس نے شینا شاعری کو فارسی شعریات کے سانچے میں ڈھال کر شینا روایتی شاعری کے پیرائے سے کھلم کھلا انحراف کیا۔ مگر دوسری جانب یہی وہ شخص ہے جس نے اپنی شاعری میں شینا آہنگ اور شینا علاقائی رنگ کو پورے آب وتاب کے ساتھ برقرار رکھا[4]۔ ہم یہ کہہ

---

[4] (Roland Barths, 1915-2006) رولاں بارتھ اپنے مشہور مضمون *The death of the author, 1977* میں ملارمے (Stephane Mallarme, 1842) کا ذکر کرتا ہے اور ادب پر اس کا اطلاق کرتے ہوئے قولِ محال کی زبان میں کہتا ہے:

''Writing writes not writers'' یعنی ''ادب لکھتا ہے ادیب نہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ادب خلا میں پیدا نہیں ہوتا۔ اگر پہلے سے ادب کا وجود نہ ہو تو کوئی شاعر یا مصنف کچھ لکھ نہیں سکتا۔ جو کچھ پچھلوں نے لکھا ہے ہر فن پارہ اس پر اضافہ ہے۔ مصنف جس ثقافت، جس زبان، جس ادبی روایت میں پلا بڑھا ہے لاکھ انحراف واجتہاد کرے، وہ اسی روایت اور شعریات کی رو سے لکھے گا۔ کوئی فن پارہ اپنے ثقافتی نظام اور ادبی نظام سے باہر نہ آج تک لکھا گیا ہے نہ لکھا جا سکتا ہے۔ رولاں بارتھ امریکہ کی نئی تنقید کا سخت خلاف تھا نئی تنقید پر سب سے شدید اور فلسفیانہ طور پر مضبوط وار بارتھ ہی نے کیا۔ اس کا کہنا ہے کہ نئی تنقید کا ذہنی رویہ موضوعیت کا ہے۔ یعنی بارتھ کے مطابق نئی تنقید کے نزدیک ادب ان اشیاء، اصولوں، ہیئتوں اور کارناموں کا مجموعہ ہے جس کا کام سماج کی عمومی معاشیات میں موضوعیت کو مضبوط کرنا ہے۔ (On Racine, 171-2)

سکتے ہیں کہ ملنگ کی شاعری ہی شینا جدید شاعری کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور بعد میں آنے والے شعرا پر وہی رنگ غالب رہا۔ یہاں ملنگ کے کلام کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں جن سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ وہ اپنی شاعری میں معانی سے لفظوں کی خارجی صورت معین کرتا ہے۔

نئی تنقید کا اصل الاصول ہے کہ بحث چھپے ہوئے لفظ تک محدود رہنی چاہئے۔ بارتھ اس کے سخت خلاف ہے اور وہ رچرڈز(I. A Richards, 1893)کے متن اور متن محض کے نظریے "closer interpretation of the literary text" کو حقارت سے رد کرتا ہے۔ بارتھ کا کہنا ہے کہ "معصوم قاری جس پر رچرڈز کے practical criticism کا انحصار ہے اس کا کہیں وجود نہیں۔ بارتھ کا اصرار ہے کہ صفحے پر چھپے ہوئے لفظ سے معنی اخذ کرنے کا عمل خلا میں نہیں ہوتا۔ قرات (Reading) کا عمل ایک پیچیدہ اور تہہ دار عمل ہے۔ اس دوران معاشی، سماجی، جمالیاتی اور سیاسی تصورات اور اثرات کے پورے سلسلوں کا عمل در عمل جاری رہتا ہے جس سے متن کے تئیں ہمارا رد عمل مرتب ہوتا ہے۔ قرات کے عمل کی پیچیدگی اور اہمیت سے انکار کرنا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ بارتھ کا قول ہے کہ معروضی متن یا متن کے پہلے طے شدہ معنی ہرگز کوئی وجود نہیں رکھتے۔" یہی وجہ ہے کہ بارتھ تمام تنقیدی رویوں اور فیصلوں کو اصل میں کسی نہ کسی تہہ در تہہ سیاسی اور معاشی آئیڈیالوجی کی نقیب قرار دیتا ہے جبکہ اس کے نزدیک کسی غیر جانبدار اور معصوم تنقیدی مؤقف کا کوئی امکان نہیں۔ بارتھ کا یہ نقطہ اصل میں مارکسی نظریے سے مماثلت رکھتا ہے۔ کیونکہ مارکسی نظریہ بھی نئی تنقید کو سرمایہ داری کی نظریاتی توسیع قرار دیتا ہے مگر دونوں اپنے فلسفیانہ محرکات کے اعتبار سے علٰحیدہ علٰحیدہ ہیں۔

(اس ضمن میں مزید معلومات کے لئے دیکھئے *Moment, Milieu, Race* کا مشہور نظریہ از ایپولیتے ادولف تائن(1828-1893) اور لسانی نظریہ *Subject of Enunciation/ Subject of enunciating*

گُنرے گُنرے بِجمُس
ہِیئ لیل گِن ہتھ دُجمُس

نماز تھم تھرے مہ اُہئِمُس
بس نیت گنڑے مہ رمُس

ایسی ہی ایک دوسری غزل کے مزید چند شعر ملاحظہ کریں۔

پکنوہ ہِن تُہ یُنیْجوْ
گلاب لش بئ تھئ مُکھیْجوْ

چِنالِہ مئ جِلیْجوْ
لائ شِیعِلہ بلُبلُیْجوْ

یوسف حسین خان لکھتے ہیں کہ لفظوں کے برمحل استعمال سے خود معنی کا تعین عمل میں آتا ہے۔ شاعر کا خیال زبان اور معنی دونوں میں قدر مشترک ہوتا ہے اور دونوں میں رشتہ وربط قائم کرتا ہے۔ الفاظ اور معنی کے صحیح ربط سے حسن ادا کی جلوہ گری ہوتی ہے جس کے بغیر کلام میں تاثیر نہیں آسکتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ملنگ کے کلام میں بلا کی تاثیر پائی جاتی ہے کیونکہ ان کے کلام کی رمزی اور ایمائی کیفیت مقتضائے حال کے سب مطالبوں کو پورا کرتی ہے اور شمس قیس کے غزل کے تجزیے

کے تحت اس میں معنئ لطیف اور مطالب نفیس پائے جاتے ہیں، قافیے کا لزوم پایا جاتا ہے اور معروف بیانیہ سانچوں میں ڈھلنے کی صلاحیت بھی، تاکہ اس کا غنائی مزاج قائم رہے۔ یہ ساری ضروریات ملنگ کی غزل کسی حد تک پورا کرتی ہے۔ لہٰذا یہی وہ اثر تھا کہ شینا شاعری کا جدید سانچہ غزل کے صنف ہی میں ڈھلا ہے۔

ملنگ خلیفہ جان کی شاعری شینا روایتی شاعری کے مذاق سے تو انحراف ہے ہی، مگر ملنگ کی شاعری میں اپنی روایت سے پیوستگی اتم موجود ہے۔ اگرچہ نئی نسل نے ملنگ کو اپنا رہنما بنایا لیکن اس نے اس ماضی سے رشتہ نہیں توڑا جس سے نجات حاصل کرنے کے لئے نئی نسل نے کوشش کی تھی۔ T.S Elliot ٹی ایس ایلیٹ کے بقول "روایت موجودہ زندگی سے مل کر فن کار کے لیے مواد کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں فن کار کے ذہن میں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ایک نئی چیز تخلیق کرتی ہیں" *"Tradition and the Individual Talent" (1919)*۔یعنی روایت اور حال کی کیفیات دونوں مل کر شاعر کے ذہن میں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

روایت سے عام طور پر یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ سابقہ ڈگر پر ہی چلا جائے۔ جب ہم کسی شاعر کو روایتی شاعر کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ پرانے خیالات کو پرانے ہی انداز میں دیکھتا چلا آرہا ہے۔ اس کے کلام میں نہ جدت ہے نہ انفرادی رنگ۔ وہ لکیر کا فقیر ہے اور اس کے ادب یا کلام میں کوئی نئی بات نہیں ہے جو اسے ماضی کے ادبوں یا شاعروں سے ممتاز کرسکے[5]۔

---

[5] ایلیٹ بھی اس قسم کی روایت کی حوصلہ افزائی کے حق میں نہیں ہے۔ "Tradition and the Individual Talent" (1919) میں کہتاہے کہ ایسے روایتی شاعر جلد ہی ادبی دنیا سے مفقود ہو

جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا کلام بعض پچھلے بڑے شاعروں کے کلام کی ہی عکاسی کرتا ہے اس لیے انہیں کچھ شہرت اپنے زمانے میں ملی بھی ہو تو ان کے مرنے کے بعد وہ جلد زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ وہ معمولی اور سطحی جدت کو بھی روایت کی تکرار سے بہتر خیال کرتا ہے کیونکہ وہ باعث سرور و شادمانی ہوتی ہے۔ خواہ وقتی طور پر ہی ہو اور معمولی حیثیت ہی رکھتی ہو۔

تاہم ایلیٹ نے روایت کو ایک جدید مفہوم دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ روایت کا مفہوم بہت وسیع ہے اور یہ ورثے میں حاصل نہیں ہوتی۔ اس کے خیال میں روایت حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت اور کاوش درکار ہے۔ کیونکہ روایت کے ورثے کا صحیح استعمال اور اس میں مزید اصلاح و اضافہ ہی روایت کا ماحصل ہے۔ اس کے لیے شاعر کو تاریخی شعور کا حصول لازم ہے۔ تاریخی شعور "historical sense" کو وہ یوں بیان کرتا ہے:

"تاریخی شعور کا مطلب صرف ماضی کی ماضیت کا ادراک ہی نہیں بلکہ ماضی کے حال میں موجود ہونے کا ادراک بھی ہے۔ تاریخی شعور انسان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ صرف اپنی نسل کے تقاضوں کو اپنی ذات میں سمو کر تخلیق کرے بلکہ اسے یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہومر Homer سے لے کر یورپ کا تمام ادب یک وقت اپنا وجود رکھتا ہے اور وہ درحقیقت ایک ہی نظام سے منسلک ہے۔ یہ تاریخی شعور ادب کی لازمانی کا شعور بھی ہے اور اس کے زمانی ہونے کا بھی، پھر یک وقت "simultaneous order" اس کے لازمانی اور زمانی ہونے کا بھی۔ یہ شعور شاعر کو صحیح معنوں میں روایت کا شاعر بناتا ہے اور یہی شعور شاعر کو اس بات کی آگاہی عطا کرتا ہے کہ اس کا زمانی مقام کیا ہے۔

ایلیٹ روایت سے یہ مراد نہیں لیتا ہے کہ ماضی کی پرستش کی جائے اور آنکھ بند کر کے ماضی کے شاعروں کی تقلید کی جائے۔ وہ تقلید اور روایت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے ہمیں قدما کی اندھا دھند تقلید کا درس نہیں دیتا۔ بلکہ وہ ادب کو زندگی کا نقاد اور ترجمان سمجھتے ہوئے اس کی زیست کے لیے بھی انقلاب اور جدت کو ضروری خیال کرتا ہے۔ ایلیٹ ادب کو جامد نہیں بنانا چاہتا۔ اس کے ہاں روایت کا مطلب نشوونما ہے۔ تبدیلی ادبی روایت کا نہایت ضروری جزو ہے۔ لیکن اپنے

ملنگ کی شاعری کے بہت سارے پیکروں میں روایت اور حال کی کیفیات کی یک سوئی پورے آب وتاب سے نظر آتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت مسلسل کسی ایسی چیز کے سپرد کرتا ہے جو اس کی ذات سے زیادہ بیش قیمت ہے۔ ایک فن کار کی ترقی اپنی ذات کی مسلسل قربانی اور اپنی شخصیت کو مسلسل معدوم کرنے میں مضمر ہے۔ اطالوی فلسفی کروچے (Benedetto Croce, 1866) بھی فن کو منطقی نہیں بلکہ الہامی کیفیات کا عکاس بتاتا ہے [6]۔ (*The Essence of Aesthetic, 1912*) اس سے

ادبی ماضی سے مکمل انحراف خطرناک ہے۔ ادب میں انقلاب آتے رہتے ہیں۔ تقریباً ہر نئی نسل پہلی نسل کے خلاف کسی نہ کسی حد تک بغاوت کرتی ہے اور یہ بغاوت اور انحراف روایت کے تسلسل کے لیے ضروری بھی ہے کیونکہ ہر انقلاب خود ایک روایت بن جاتا ہے اور اس طرح روایت کی کڑیوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

[6] کروچے مغربی ادب کے حوالے سے ایسا نقاد مانا جاتا ہے جس نے پورے مغرب کی تنقید پر اثر ڈالا ہے۔ کروچے ادب کو فلسفیانہ نظروں سے دیکھتا ہے اور فن کو فلسفے کے برخلاف منطقی نہیں بلکہ الہامی کیفیات Intuitive perception کا عکاس بتاتا ہے۔ اس کے نزدیک شاعر ان کیفیات کو فن میں اس لئے ادا کرتا ہے کہ اس کے دل کی تسکین ہو نہ کہ دنیا پر اثر ڈالنے کے لئے۔ کروچے کا سب سے اہم تنقیدی خیال اس کے فن کی تعریف ہے جسے حساسیت *Impressionism* کہا جاتا ہے۔ یعنی رمی دے گورموں (1858-1915) کی طرح کروچے فن پارے کی داخلی خصوصیات اور نفسیاتی تاثیر پر زور دیتا ہے۔ مگر اس میں منطق سے اتنا کام نہیں لیا جاتا جتنا کہ وجدانی ادراک سے کام لیا جاتا ہے۔ جو اس کے حسن کا جزو ہوتا ہے۔ عملِ تخلیق فن کروچے کے نزدیک "انسان کی مجموعی شخصیت کا وجدانی اظہار ہے کہ وہ سوچتا ہے، ارداہ کرتا ہے، محبت اور نفرت کے جذبات سے متاثر ہوتا ہے، کمزوری اور توانائی کا احساس کرتا ہے تو دوسرے لمحے میں اس کی حالت رقت انگیز ہوتی ہے۔ اس میں نیکی اور بدی دونوں موجود ہوتے ہیں۔ غرض کہ عمل تخلیق انسان کی ایسی تشریح اور اظہار ہے جو تمام مذکورہ بالا کوئف کو محیط ہے۔ اس نقطے پر آکر کروچے کے وجدانی اور حساس

یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فن کار کی شخصیت کی معدومیت [7] *depersonalization* کے اندر ہی فن کی ترقی پوشیدہ ہے۔ ملنگ کی شاعری میں کروچے کی ''الہامی کیفیات کا عکاس ہونا'' ایلیٹ کی ''شخصیت کی معدومیت'' اور *phenomenology* کا *the consciousness of the consciousness of author* کا سوال [8] ایک کلیاتی شکل میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ یعنی ملنگ اپنی شاعری کی دیوی (علامت) ''یورمس'' جو اس کے پورے فن کی مرکزی حساسیت ہے کو دوام بخشنے کے لیے اپنی شخصیت سے مسلسل گریز کرتا ہوا اپنی شاعری کو مکمل غیر شخصی اور غیر ذاتی مقام تک لے جاتاہے اور یہی بات اسے ایک عصری شاعر کی حیثیت سے دوام بخشتی ہے۔

فن کار میں جس کی شخصیت کا اظہار اس کی فنی کامیابی کے ذریعے ہوتا ہے، کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ کروچے اور گورموں دونوں کا مقصد فن کار کا اس کے فن پارے سے اور فن پارے کا قارئین سے تعلق دریافت کرنا تھا۔ مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کریں *Decadence, 1921*۔

[7] This leads to Eliot's so-called "Impersonal Theory" of poetry. Since the poet engages in a "continual surrender of himself" to the vast order of tradition, artistic creation is a process of depersonalization.

[8] مظہریت کا یہ سوال بڑا عجیب اور دقیق المعنی ہے کہ ادب کو بروئے کار لانے کے لئے ایک ایسی منفرد شخصیت کا کھوج لگانا لازم ہے کہ جس نے اپنے دل و دماغ کو مصنف اور اس کے متن کے بارے میں پیدا ہونے والے خیالات کی آلائشوں اور کدورتوں سے یکسر پاک کیا ہے۔ جب وہ اس کام کو بخوبی انجام دینے میں ملکہ حاصل کرتا ہے تو وہ اپنے خیالات کے ایک ایسے اولیٰ اور حساس دھارے پر ہوتا ہے جہاں وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ شاعر کے شعورِ وجدان سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کر سکے۔ شاعر کی اس حالت کو شاعرانہ شعور کا وجدانی شعور کہا جاتا ہے۔ یہ بات ممکنہ حد تک مشکوک ہے کہ کوئی نقاد ذہنِ رسا کی اس حالت کو چھو سکے۔ ارادے اور حوصلے کی بہترین حالت پر ہونے کے باوصف نقاد کا شعور اکثر اوقات دنیوی احساسات و تصورات سے متاثر ہو جاتا ہے۔

ملنگ کی شاعری کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں موضوع واسلوب کی سنجیدگی پائی جاتی ہے [9]۔ اس میں شعری مسرت کے ابلاغ کے لیے نظم کے مجموع ی تاثر کا بھرپور خیال موجود ہے۔ اگر ہم Michael Riffaterre (1924–2006) کے اصول *constant trans-subjective tone* کی معرفت سے ملنگ کی شاعری کو سمجھنے کی کوشش کریں تو *abnormal* اور *ungrammatical* مواد کی صورت میں دیکھی جا سکتی ہے کیونکہ اس میں تقلید کی بجائے بغاوت کا عنصر کھلم کھلا دکھائی دیتا ہے مگر روایت کی پیوستگی کے ساتھ۔

لیکن بعد میں ایک ایسا تہذیبی سانچہ جو انتشار کا شکار تھا، جہاں اعلیٰ اقدار ختم ہو رہی تھیں، روحانی اور ادبی سرگرمیوں کی جگہ مادی رجحانات جنم لے رہے تھے تو ایسی صورت حال میں زندگی کو معرو ضی طور پر دیکھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور

---

[9] مغربی مفکرین ہمیشہ ہی ایک متحد و منظم موضوع Unified Subject کی ضرورت پر زور دیتے ہیں کہ کسی بھی چیز کو ہم اس وقت تک نہیں جان سکتے جب تک کہ اسے جاننے کے لئے متحد و منظم شعور نہ ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر جاننے کا عمل اپنے لیے تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ جولیا کرسٹیوا Julia Kristeva ذہن انسانی، اشیاء اور ان کی حقیقت کے ادراک کو زبان کی نحو (Syntax) قرار دیتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایک متحد و منظم نحو ہی منظم ذہن کی شناخت ہے۔ لیکن اس کے باوجود شعور انسانی کو ہر شے کے ادراک پر قدرت حاصل نہیں ہے کیونکہ مسلسل کچھ تخریبی عناصر سے خطرات لاحق رہتے ہیں اور افلاطونی فلسفے میں ان عناصر کو ہمیشہ دبانے پر زور دیا گیا ہے۔ اصل میں ساختیاتی مفکرین کا خیال ہے کہ متعدد لاشعوری، لسانی اور تاریخی قوتیں ایسی ہیں کہ جن پر قابو پانا ناممکن ہے۔

آسودگی اور تن آسانی کی ایسی فضا پیدا ہو جاتی ہے کہ تنقید اور ذہن رسا ئی کا معروضی اور غیر ذاتی استعمال ممکن نہیں رہتا —جیسا کہ آرنلڈ (Matthew Arnold, 1822-1888) کے نو دولتی عہد میں ہوا [10]۔ اگر ہم ملنگ کے دور کی شینا شاعری کا احاطہ کریں تو یہ بات کھل کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ گلگت کا معاشرہ بڑی تیزی سے کسانی ثقافتی دور سے نکل کر شہری سماج میں بدل رہا تھا (*Change Marker, 2010*)۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں اعلیٰ خصائل میں زہر گھل رہا تھا، ذوق سلیم گراوٹ کا شکار تھا، سنجیدہ پن عامیانہ پن میں بدل رہا تھا، مبالغہ آمیزی، دوراز کاری، خلاف عقل باتیں، ہزل و تمسخر اور مبالغہ آرائی اور اخلاق باختگی جیسے رزائل شینا شاعری کی خصوصیت بن گئے تھے۔ ملنگ کی شاعری نے شینا شاعری کا رویہ ہی بدل کر رکھ دیا۔ عشق کو محض ہوائے نفسانی اور خواہش حیوانی کے اظہار سے نکال کر محبت اور دوستی

---

[10] آرنلڈ کی نظروں کے سامنے ایک نیا طبقہ ابھر رہا تھا جسے وہ نو دولت گروہ کہتا ہے۔ اس طبقے کے نزدیک زندگی کی واحد قدر مال و دولت اور اس کی مدد سے حاصل کیا ہوا عیش و آرام تھا۔ اس گروہ کی نظر میں شاعروں کی خیال آرائی طلسم و وہم سے زیادہ کچھ نہ تھی۔ آرنلڈ کو یہ احساس تھا کہ یہ گروہ ان قدروں اور شرافتوں کو سنبھال نہیں سکے گا جو یا تو شاعری میں مل سکتی ہیں یا پھر اعلیٰ کلچر کے ذریعے ان کا حصول ممکن ہے۔ زندگی کی "مٹھاس، رس اور روشنی" علم و ادب کے اجتماع کے با برکت نتائج ہیں (*The Battle of the Books*)۔ اور یہ نو دولت طبقہ ان میں سے کسی ایک سے بھی بہرہ ور نہیں۔ کھردرا پن، اطوار میں کجی، خصائل و عادات میں صرف اپنے عیش و آرام پر نظر—یہ سب صنعت سے پیدا شدہ دولت کے نتیجے ہیں جن کی اصلاح و تہذیب شاعری ہی سے ممکن ہے۔ (*The Cultural Theory of Matthew Arnold,1981*)

کی تمام انواع واقسام اور روحانی مضامین اس میں داخل کر د ی۔ ملنگ کی شاعری نے شینا شاعری میں وہی تبدیلی پیدا کی جو تبدیلی سعدی، رومی اور حافظ نے فارسی غزل اور حالی نے اردو غزل میں پیدا کی۔

شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی کے نزدیک ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ گمنام شعراء کے بارے میں تحقیق کر کے ان کے ادب کے جو گوشے مکمل طور پر لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھے انہیں عوام کے فائدے کے لیے پیش کرے۔ اس میں پرانے شاعروں کے کلام کی از سر نو تشریح بھی شامل ہے۔ ایلیٹ کہتا ہے کہ کوئی شاعر اور کسی فن کا کوئی فن کار اپنی الگ معنویت نہیں رکھتا۔ اس کی معنویت اس امر میں پوشیدہ ہے کہ اس کا مردہ شاعروں اور فن کاروں کے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے۔ اسے بطور ایک فرد فن کار کے جانچا پرکھا نہیں جا سکتا۔ بلکہ اس کی قدر وقیمت دریافت کرنے کے لیے اس کا مردہ شاعروں کے ساتھ موازنہ اور مقابلہ کیا جائے گا (Eliot, T.S. 1964 edition)

شکیل احمد شکیل

صدر نشین

شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی گلگت

4 جون، 2010

Email:shakil_shakil@yahoo.com

References

Eliot, T.S. 1950. "*The Sacred Wood: Essays on Poetry and Criticism"*. London Methuen,

Eliot, T.S. 1964 edition "*The Use of Poetry and the Use of Criticism",* Harvard University Press, Cambridge, Preface.

Eliot, T.S. 1993. "*The Varieties of Metaphysical Poetry"*. Ed. Ronald Schuchard. London: Faber and Faber.

Sarah C. Gudschinsky. 1966. Number 1. The strategy of a literacy program.

Riffaterre, M. 1971 "*Essais de stylistique structurale"*.Paris: Flammarion,

Roland Barthes **"**The Death of the Author". The American journal "Aspen", no. 5-6 in 1967.

Burke, Séan. 1998. *"The Death and Return of the Author: Criticism and Subjectivity in Barthes, Foucault, and Derrida".* Edinburgh: Edinburgh University Press

Schultz, Robert. 1948

Swift. Jonathan...1697. "*The Battle of the Books" (1704).* Oxford: Clarendon Press, 1920

The pri*nciples of Art; R.G. Collingwood; Oxford: Clarendon press.*

Elveton, R. O. (ed.). 1970. *The Phenomenology of Husserl: Selected Critical Readings*. Second reprint edition, 2003. Madison, WI: University of Wisconsin Press.

Yaad, Ishtiaq Ahmed. 2010. 1935-55— *Change Marker* (A period in the history of Gilgit reveals a breaking away from established rules, tradition and conventions. Un-published.

سید عابد علی عابد، "اصول انتقاد ادبیات"۔1997، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور
مولانا عبدالرحمن، "مرأۃ الشعر"، 1950، لاہور
تنقید کیا ہے: آل احمد سرور، مکتبہ جامعہ دہلی
مقدمۂ شعر و شاعری: الطاف حسین حالی، مرتبہ وحید قریشی، 1953، مکتبہ جدید لاہور
کیفیہ:، طبع دوم، مکتبہ معین الادب لاہور، مارچ 1950۔
فضل الرحمان عالمگیر، "گلزار ملنگ"

نوٹ: جن کتب کا مقدمے کے متن میں حوالہ دیا گیا ہے ان کتابوں کو ریفرنس میں شامل کرنا لازمی ہے

پیش لفظ

شہزاد احمد کہتے ہیں کہ کسی بھی عظیم شخصیت کی اہمیت کا عملی اندازہ لگانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اس کی پیدائش سے پہلے کی تہذیبی فضا اور اس کے بعد کی تہذیبی فضا میں کیا فرق ہے ؟ اور اس مثبت اور منفی تبدیلی بروئے کار لانے میں اس کا اپنا حصہ کیا ہے ؟

ملنگ خلیفہ رحمت جان ان لوگوں میں سے ایک ہیں جنہیں ان کی زندگی ہی میں عظیم تسلیم کر لیا گیا۔ اسے خلیفہ بننے کی شدید خواہش تھی اور اس زمانے میں غذر کے علاقوں میں خلیفہ ہونا بڑے اعزاز کی بات تھی، اسے خلیفہ ہونے کا یہ اعزاز ایک بہت بڑے مذہبی سکالر ہونے کے باوجود نہ دیا گیا۔ آخر کار سلطان محمد شاہ آغا خان کی ذاتی کوششوں سے وہ اس اعزاز سے باریاب ہوئے۔ مگر اس اعزاز کے ساتھ جس عزت و تکریم اور مراعات کی خواہش لگی رہتی ہے اس سے ملنگ نے اپنے آپ کو بے نیاز رکھا۔

ملنگ خلیفہ رحمت جان کو چونکہ فارسی ادب و شاعری سے بہت ہی لگاؤ تھا اس لئے انہوں نے شینا روایت سے انحراف کرتے ہوئے شینا شاعری کو فارسی کلاسیکیت کے سانچے میں ڈالا۔ چونکہ اس وقت شینا شاعری شعریات poetics کے مروجہ اصولوں سے ناآشنا تھی اس لئے ملنگ نے شینا شاعری کو لامحالہ فارسی شعریات میں برتا کا کوئی مگر انہوں نے شینا روزمرے اور محاورے کی انفرادیت کا بھرپور خیال رکھا اور اس کے مخصوص آہنگ کو آلودہ ہونے نہیں دیا۔ شینا اساطیریات میں حسن کی دیوی

مِنلِیلِکے تمام خدوخال کو انہوں نے یورمس میں جلوہ آراء دیکھا اور اپنی شاعری کو حسن کی ایک جداگانہ ہیئت، آہنگ اور علامتوں کی منفرد لغت سے مزین کیا۔ اور اس کے توسط سے ایک یک رسمی روایتی پس منظر کے حامل معاشرے کے سامنے ایک نئی وسیع تر دنیا کا پس منظر پیش کیا۔ جس کی سرحدیں خارجی اور باطنی دونوں عالموں میں کھلتی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اس روایتی اور یک رسمی معاشرے میں پہلا شخص ہو جس نے پہلی بار انسان اور فطرت کے بیچ تعلق کا بنیادی سوال اٹھایا ہو۔ چنانچہ ان کی فکر ہی کا نتیجہ ہے کہ نئی نسل نے شینا میں غزل کی صنف کو پروان چڑھایا اور مختلف النوع موضوعات اس میں داخل کر دئے۔

ملنگ خلیفہ رحمت جان 1885ء کو وادئ پونیال ضلع غذر کے ایک گاؤں چھیر (شیر قلعہ) میں پیدا ہوئے۔ ملنگ کے باپ کا نام تیغون شاہ اور والدہ کا نام گل مجہ تھا۔ ملنگ نے اپنی تحریروں میں اپنا نسب عباسیوں سے ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے جو معلومات درج کی ہیں ان کے مطابق ہلاکو خان کے بغداد پر حملے کے بعد سن 6 ہجری میں معتصم باللّٰہ کو شہید کر دیا گیا تو ان کے خاندان کے کچھ افراد کشمیر میں وارد ہوئے اولدئ لولاب میں سکونت اختیار کی۔ ایک مدت بعد اسی خاندان کے کچھ افراد نے وادئ لولاب سے ہجرت کی اور بلتستان، وادئ شگر میں آکر بس گئے۔ وہاں کے راجے نے اس خاندان کے ایک شخص کو اپنا وزیر مقرر کیا جس کی وجہ سے آج بھی لوگ اس خاندان کو وزیر خاندان سے پہ چانتے ہیں۔ پھر ایک مدت بعد اسی خاندان کا ایک فرد عیش خان گلگت میں آکر آباد ہوا۔ اس وقت گلگت میں راجہ چلس خان کی راجگی تھی۔ جب راجہ عیش خان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو رضاعت کے رواج کے تحت ان کی بیٹی عیش خان کی رضاعت میں دے دی گئی۔ جب وہ سن بلوغت کو پہنچی تو ان کی شادی پونیال کے راجہ شئوت کے ساتھ

ہوئی۔ اس نے اپنے رضاعی بھائی درویش کو چھیر قلعہ منتقل کیا جو وہیں آباد ہوئے۔ جبکہ ان کا چھوٹا بھائی گلگت ہی میں رہا۔ گلگت میں یہ خاندان قاسم بیکے کہلاتا ہے۔ ملنگ خلیفہ رحمت جان ایک علمی خاندان کے چشم وچراغ تھے چنانچہ انہوں نے بچپن میں ہی حصول تعلیم کی طرف توجہ دی اور عربی صرف و نحو پر اچھا خاصا عبور حاصل کیا۔ جس کی بدولت انہوں نے قرآن مجید کا دقت نظر سے مطالعہ کیا۔ قرآن مجید کے متن کا فہم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ اور فارسی ادب میں خاصی دسترس حاصل کی۔ فارسی ادب کے گہرے تتبع کا لازمی نتیجہ تھا کہ ملنگ نے اپنے ابتدائی دور میں فارسی میں شاعری کی۔ فوج میں ملازمت کے دوران انہوں نے فارسی میں خوب شعر کہے اور ایک مجموعہ ندائے ملنگ جان کے نام سے مرتب کیا۔ ان کی فارسی شاعری کے بہت سارے نسخوں میں سے گلزار ملنگ جان اور ندائے ملنگ جان کتابی صورت میں موجود ہیں جبکہ باقی نسخے بدلتے ہوئے حالات کی نذر ہوئے۔

گلگت بلتستان کی عشقیہ داستان "یورمس گہ ملنگ جان" کی کوکھ سے جنم لینے والی شاعری کا خالق ملنگ خلیفہ رحمت جان اپنے آبائی گاؤں چھیر (شیر قلعہ) میں یورمس کے عشق میں گرفتار ہوا اور اسی زمانے میں اس نے اپنی مشہور غنائی شاعری تخلیق کی۔ اسی عشقیہ داستان ہی کا نتیجہ تھا کہ ملنگ گلگت بلتستان کے ایک لیجنڈ کے طور پر لوگوں میں جان ے گئے

مجھے اس بات کے معلوم ہونے پر نہایت خوشی حاصل ہوئی ہے کہ شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی میں لسانی بشریات کے کچھ ماہرین اس اہم نقطے پر تحقیق میں مصروف ہیں کہ شینا معاشرے میں روایت اور جدیدیت کی کشمکش کے برسرپیکار

عوامل کیا ہیں اور معاشرتی اعیار پر ان عوامل کے کیا کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں۔
یہ ایک بشریاتی اصول ہے کہ جب کسی معاشرے کے خدوخال سنوارے جا رہے ہوں
تو اس معاشرے کے بعض اہم علامتوں اور سائوں کو آپس میں جوڑ کر اس
معاشرے کے سوچنے کے عمل اور اس سے پیدا ہونے والے رویوں کو سمجھنے کی
کوشش کی جاتی ہے۔ ان اہم علامتوں میں سے ایک علامت کسی معاشرے میں
ایک Icon person کی موجودگی بھی ہوتی ہے جس کی نشاندہی کے لئے ماہرین نے
چار علامتیں تجویز کی ہیں۔ پہلی علامت یہ بتائی ہے کہ کیا معاشرہ اس شخص کو لجنڈ مانتا
ہے ؟کیا یہ شخص معاشرے میں پیدا ہونے والی کسی بڑی تبدیلی کے دور کی شخصیت
ہے ؟کیا اس شخص کی شخصیت میں کسی سری یا باطنی عنصر کی موجودگی کا واضح پتہ چلتا
ہے چوتھی علامت یہ تجویز کی گئی ہے کہ کیا وہ شخص اپنے دور کا ایک بڑا شاعر بھی
ہے ؟ اس اہم نقطے کی نشاندہی کے لئے شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی نے ایک
سروے کا اہتمام کیا۔ اپنے سروے کے لئے سوسائٹی نے شینا کمیونٹی کی تین اہم
شخصیتوں کو بطور Icon person منتخب کیا۔ اس سروے کے نتائج یہ بتاتے ہیں کہ
ملنگ خلیفہ رحمت جان کی شخصیت میں یہ چاروں علامتیں اتم موجود ہیں اور سوسائٹی
نے اپنی تحقیق کی روشنی میں ملنگ خلیفہ رحمت جان کو شینا کمیونٹی کا Icon person قرار
دیا ہے۔

مجھے ملنگئ سمُٹرِہ تالیف کرنے کا احساس اس وقت ہوا جب ہم شینا لینگوی ج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی کے زیرِاہتمام منعقدہ ایک بیٹھک میں گمنام شعراء کے حوالے سے ایک گفتگو میں شریک تھے۔ یہ گفتگو شینا کے گمنام شعراء بارے تحقیق سے متعلق تھی کہ ان کے ادب کے جو گوشے مکمل طور پر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں انہیں عوام کے فائدے کے لیے پیش کئے جائیں ۔ اس میں پرانے شاعروں کے کلام کی از سر نو تشریح بھی شامل ہے۔ اس ضمن میں ایلیٹ کا وہ مشہور قول بھی نقل ہوا کہ کوئی شاعر اور کسی فن کا کوئی فن کار اپنی الگ معنویت نہیں رکھتا۔ اس کی معنویت اس امر میں پوشیدہ ہے کہ اس کا مردہ شاعروں اور فن کاروں کے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے۔ اسے بطور ایک فرد فن کار کے جانچا پرکھا نہیں جا سکتا۔ بلکہ اس کی قدر و قیمت دریافت کرنے کے لیے اس کا مردہ شاعروں کے ساتھ موازنہ اور مقابلہ کیا جائے گا۔

میں آخر میں شینا لینگویج اینڈ کلچر پروموشن سوسائٹی کے تمام احباب کا مشکور و ممنون ہوں جن کی تکنیکی اور علمی مساعی نے اس کتاب کو ترتیب دینے اور طبع کروانے میں ہر ممکن مدد دی۔ میں آخر میں اپنے والد صاحب جناب درّ مقنون اور ان احباب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے ملنگ کی شاعری کے اس مجموعے کے لئے مجھے نایاب نسخے بہم پہنچائے۔

اسرارالدین اسرار

۶ اپریل، 2011

گلگت

خدائٹ گلہ

مئ حالج تُہ آگاہ ہن
پست نے ہمیش بالا ہن

مولا مشکل کشا ہن
ہر خیالئ بادشاہ ہن

ترجمہ: اے میرے خدا! تو میرے دل کے رازوں سے بہت خوب واقف ہے۔ تیرا رتبہ ہمیشہ بہت بلند و بالا ہے۔ تو مشکلوں کو آسان کرنے والا ہے اور تو ہی ہے جو ہمارے خیالوں پر حکمرانی کرتا ہے۔

گِلہ ہِن مئ خدایٹ
مورِیےُ نُش مئ ہر گدایٹ

خبر تھا مئ برایٹ
ملنگ گؤ ماتم سرایٹ

ترجمہ: اے میرے خدا! میرے تمام گلے شکوے صرف تجھ سے ہیں کیونکہ مجھے کسی اور سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اے میرے دوستو! جاؤ جا کر میرے محبوب کو یہ بتادو کہ ملنگ نے اب ماتم کدے کا رخ کیا ہے۔

فریاد تھمُس یزدانٹ
پھتُہ رامُس آغا خانٹ

پُھوٹ نے تھین ملنگ جانٹ
زاری تِھیوٗ ن تھئ استانٹ

ترجمہ: اے میرے خدا! میں تجھ ہی سے فریاد کرتا ہوں اور اپنے امام سے ملتمس ہوں کہ مجھ پر اپنی نظر کرم فرما جو کہ آپ ہی سے امید باندھے پڑا ہے۔

گُنے گُنے بِجمُس
ہِیئ لیل گِن ہتھ دُجمُس

نماز تھم تھے اُتھمُس
بس نیت شروع تھے رمُس

ترجمہ: تیری پاکی کا خیال میرا اتنا دامنگیر ہوتا ہے کہ اپنے خون دل سے وضو کرتا ہوں۔ بس میری نماز تیرے حضور گریہ و زاری ہے۔

اجل بادے خزاں بِین
عقل مئ درین حیران بِین

گُنے مئ ہوش ویران بِین
روح قالب در ویئ پشمان بِین

ترجمہ: جب اجل بادِ خزاں کی طرح مجھ پر آن پڑتی ہے تو میں دنگ رہ جاتا ہوں۔
میرے خیالات بکھر جاتے ہیں اور روح اس قفس عنصری میں ملکنے لگ جاتی ہے۔

ملنگ سراف گندہ ہن
راتِیو سُورِیو شرمندہ ہن

مولا تُہ دُردانہ ہن
نظر تھےُ وا ! تھئ بندہ ہن

ترجمہ: ملنگ اپنی کوتاہیوں پر نادم ہے اور یہ ندامت ہمیشہ اس پر چھائی ہوئی ہے۔
میرے مولا! تُو تو موتی کی مانند پاک ہے بس مجھ پر اپنا کرم فرما۔

کھوٗدیئ قلندروٗٹ داس
اکی کون گہ زِ یرتوٗٹ گاس

نمازٹ جُماتوٗٹ گاس
اکھیر چُھپوٗر دوزخیٹ گاس

ترجمہ: فقیروں کو میں نذر و نیاز دیتا رہا اور زیارتوں پر حاضری بھی دیتا رہا۔ نماز پڑھنے مسجد بھی جاتا رہا۔ آخرکار میرا ٹھکانہ جہنم ٹھہرا۔

مو دا لا ! آ چِنِیوٗر
ہِیو بُجن گُنِیوٗر

جِیل بُجِن چِن نِیوٗر
مقصود نُش دُنِیات فانِیوٗر

ترجمہ: لا دو! بس مجھے شراب کا ایک پیالہ پلا دو کیونکہ میں خیالوں کی دنیا میں گم ہو رہا ہوں۔ میری زندگی محبت میں فنا ہو رہی ہے اور یوں لگتا ہے کہ میرا مقصود اس فانی دنیا میں نہیں مل سکتا۔

ہِیو بُن   بُلُک خیالوْر
افسوس!   نُش روْ اختیاروْر

دجی غمئ   ہگاروْر
شفا نُش بئ تھئ درباروْر

ترجمہ: میرا دل بس ایک ہی خیال میں اٹکا ہوا ہے۔ افسوس! کہاں وہ میرے اختیار میں ہے۔ وہ تو برابر آتشِ غم میں جل رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تیرے پاس بھی اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

فلک سےْ بئ انصاف تِھین
کو آزاد تِھین کو ہلاک تِھین

مئ جِیل   دیی   کباب تِھین
راتئ سُورِ ئ مہ   خراب تِھین

ترجمہ: آسماں کو تو بس انصاف کی پڑی ہے۔ کسی کو دکھوں سے چھٹکارا دے رہی ہے اور کسی کو دکھوں میں مار رہی ہے۔ انصاف کے اس گورکھ دھندے نے میرا دل کباب کی طرح جلا کر مجھے برباد کر دیا ہے۔

نرے بُجن پا مقصودوْر
اکھیر نُش بئ لوح محفوظوْر

جِیل رِین دُنِ ٹائت دیُوزوْر
عمر بُجِن مئ افسُوسوْر

ترجمہ: میرا جو بھی قدم اٹھتا ہے وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتا۔ شاید لوح محفوظ میں ایسے قدم نہیں ہوں۔ اس لیے اس فانی دنیا میں میری زندگی تڑپ رہی ہے اور افسوس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔

عبادت تھوک مہ دُبَ مُس
گُچوْ سُونْچوْ کولوْ بمُس

یوْرمس ہِیوْر چُھرَمُس
مس نماز ادے تھے تھمُس

ترجمہ: اے خدا! تیری عبادت سے میں قاصر ہوں۔ یہ رکوع و سجود بس ایک مشق ہیں۔ میرا دل تو یورمس کی یاد میں جُتھا ہوا ہے اور بس یہی میری نماز ہے۔

پِیریٔ تِکنی

مئ پِیر توْ نوری پاک ہن
ووْ اچِھ ییو مئ چراک ہن

ملنگ تھئ پا ۓؤ خاک ہن
تھئ پُھوٹگ بیش ہلاک ہن

ترجمہ: میرا مرشد ایک پاک نور ہے جو میری آنکھوں کے لیے چراغ ہے۔ میں ملنگ تو بس تیرے پاؤں کی خاک ہوں اور تیری نظر کرم کا مشتاق۔

مدد نے پیر خانیجوْ
فیضک نُش خانہ کعبیجوْ

نا امید جماعت خانیجوْ
سوال تھم تین بت خانیجوْ

ترجمہ: نہ تو مرشد کی درگاہ سے میری کوئی مدد ہوئی اور نہ ہی خانہ کعبہ سے مجھے کچھ فیض ملا۔ اب تو میں جماعت خانے سے بھی نا امید ہو چکا ہوں۔ اس لیے میں اب بت خانے کا رخ کرتا ہوں۔

سُمُلوْ اسئ نُہ پیر ہن
ہر کوْ مکٹ وزیر ہن

ملنگ آزاد فقیر ہن
چِمرداس عبث جزِیر ہن

ترجمہ: ہمارا مرشد تو پاک ہے اور وہ ہر کام انجام دینے کی دانائی سے معمور ہے اس لیے مثلِ وزیر ہے۔ ملنگ تو بس ایک درویش ہے اور چمرداس (ایک مشہور بنجر میدان) کی مانند ویران اور بنجر ہے۔

ہِیئ جُوک

گِلہ بڑے دِشوْٹ ہِن
زیارتِہ گہ جِ ماتوْٹ ہِن

لش بُٹِہ گرے تین سوْٹ ہِن
مئ نظر توْ تین بُتوْٹ ہِن

ترجمہ: میرا گلہ تو مقامات مقدسہ، درگاہوں اور مساجد سے ہے ۔ تمہارے لیے یہ شرم کا مقام ہے کہ تمہاری بے رخی نے اب مجھے بتوں کے سامنے جھکا دیا ہے ۔

فلک سےْ آزمودہ تھے
ہلیَؤجوْ توم بندہ تھے

دُو دیزوْٹ دُردانہ تھے
بُٹےْ وِین شرمندہ تھے

ترجمہ: آسمان مجھے آزما کر اور دلاسے دے دے کر اپنا بندہ بناتا ہے ۔ اور اسی طرح یہ دنیا مجھے دونوں کے لیے اپنا بنا کر رسوائی سے ہمکنار کرتی ہے ۔

دُنِیاتر کھون تھے تھونس
تھے تیار تھےْ پھت   تھے بونس

برےْ نرے مرےْ تھے رونس
شرمندہ برے تُک   یُج اونس

ترجمہ: اے خداوندا! ہم دنیا میں اس لیے کماتے ہیں کہ ان دنیاوی نعمتوں سے لطف اٹھائیں۔ جب ہم ان نعمتوں کو اکھٹا کر لیتے ہیں تو یکایک موت آ لیتی ہے۔ ہم تجھ سے لمبی زندگی پانے کے لیے دعائیں مانگتے ہیں مگر پھر کُلُّ نفسٍ ذائقۃُالموت کی مصداق ہم تمہاری ہی طرف لوٹ جاتے ہیں۔

نُہ موْر توْ ایْک کافی ہن
اکوٹ   بییٔ تُٹ   معافی ہن

ملنگ توْ شرابی ہن
غضب   ویْسٹ ہر   قاضی ہن

ترجمہ: دل سے نکلی ہوئی بات تو ایک بھی کافی ہے ۔ تم مطمئن ہو جاؤ کہ تمہاری خلاصی ہو چکی ہے۔ ملنگ تو ایک میکش ہے اس لیے ہر مفتی اس کے لیے وبالِ جان ہے۔

صفت تین یوْرمسئ وائ
مجا چگا مئ جِلئ وائ

لولیؤْ آنْ شوْ ملنگئ وائ
تین افسوس ہر عاشِ قئ وائ

ترجمہ: اب میری زبان یورمس کی تعریف میں لگی رہے گی اور میری زبان میرے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی باتوں کی ترجمان ہوگی۔ ملنگ کے آنسو خون آلودہ ہونگے اور ہر عاشق کفِ افسوس ملے گا۔

یوٗرمسئ صفتِہ

چُک دیچِہِ تُہ ورشِ ک ہِن
لائ کمونِہ پوٗنیالِک ہِن

سامون گِن تُہ گِ لِتِک ہِن
جِپ اِسپایِہ تُہ ہُنزِک ہِن

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تُو سلائی کڑھائی میں ورشگھوم کی عورتوں کی طرح ہو جبکہ پونیال والوں کی مانند جفاکش اور محنتی ہو۔ بناؤ اور سنگھار اور خوش لباسی میں گلگت کی عورتوں کی طرح ہو اور ہنزہ کی عورتوں کی طرح تُو شیرین زبان ہو۔

دانا تُہ ایرانی ہِ ن
لائ کنجوس تُہ کشمیری ہِن

چالاک تُہ ہند وانی ہِ ن
تکلبُر گِن افغانی ہِن

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تُو دانائی میں ایرانی عورتوں جیسی ہو جبکہ کشمیری عورتوں کی طرح کنجوس ہو۔ تیری ہوشیاری ہندوستانی عورتوں کی طرح ہے اور تیرا غرور افغانی عورتوں جیسا ہے۔

نازک تُہ یمانی ہِن
مستانہ بدخشانی ہِن

قابل کوہستانی ہِن
لائ ج اہل یغستانی ہِن

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تیرا جسم یمن کی عورتوں کی مانند نازک ہے جبکہ بدخشان کی عورتوں کی طرح مستی سے سرشار ہو۔ تُو قابلیت میں کوہستانی عورتوں جیسی ہو اور تیرا غصہ بالکل یاغستان کی عورتوں کی طرح ہے۔

بنگالئ رُبابی ہِن
تُہ پونیالئ شرابی ہِن

ہر باب گِن بزمی ہِن
نوُٹکے دیچِہ یہودی ہِن

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تیرے کلام میں بنگال کی عورتوں کی طرح موسیقیت ہے جبکہ تُو نی الپلی والوں کی طرح میکش ہو۔ تیری ہر ادا میں رقص ہے اور تُو یہودی عورتوں جیسی رقاصہ ہو۔

بُنْییچِہ قوقانی ہِن
چِپِڼ تھیچِہ یرقانی ہِن

درزِہ تُہ یونانی ہِن
چِچِن گر تُہ جرمنی ہِن

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تُو قوقانی عورتوں کی طرح بُھنائی میں ماہر ہو جبکہ چوغہ سازی میں تُو یرقانی عورتوں جیسی کاریگر ہو۔ یونانی عورتوں کی مانند تُو سلائی میں ماہر ہو اور نقش ونگار بنانے میں تُو جرمن عورتوں کی طرح ماہر ہو۔

یوٚرمسئ تِکنی

مُکھر پُھٹرے ہن دنٹُ ۂئ
جِپر ہ یٹِہ ھن ترُۂئ

قلم صورت ہگُۂئ
جنت نُش سمار دُرُئ

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تیرا چہرہ انار کی کلیوں کی طرح سرخ اور تازہ ہے اور تیری زبان میں بانسری کی طرح ہزار سُر ہیں۔ تیری انگلیوں کی نزاکت قلم کی مانند ہے اور تیری گلی جنت کے مشابہ ہے ۔

مُکھئ رنٛگ تھئ گُلسمبر ہن
اچِھۍ بنٛیرے جادوگر ہن

عٲشقانوٚٹ تُہ افسر ہِن
کھیٛر مہراجٹ برابر ہِن

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تیرے چہرے میں گلِ صنوبر کی سی دلکشی ہے اور تیری آنکھوں میں جادو سا اثر ہے۔ تُو تمام عاشقوں کی دیوی ہے اور تیرا رتبہ مہاراجہ کشمیر کے برابر ہے۔

بخت   نُش عقل عبث ہِن
دُنِائت بُٹِہ مٹ قفس ہِن

جنت ہِن توْ مٹ یوْرمس ہِن
بزون پُھٹِن اے نرگس ہِن

ترجمہ: تقدیر اچھی نہ ہو تو عقل بیکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پوری دنیا مجھے ایک قفس کی طرح لگتی ہے۔ جنت کا تصور میرا بس یورمس ہی کا تصور ہے اور اس میں یورمس کی مثال گلِ نرگس جیسی ہے۔

اچِھئے   تھئ یوْرمسئ ہن
گُورےْ   جاکوْ تھئ   سوٹئ ہن

مُکھئ پُپرےْ پُھنرئ ہن
ہر اندامک گُرزنئ ہن

ترجمہ: اے میری محبوبہ! تیری آنکھیں یورمس کی آنکھوں جیسی ہیں اور تیرے بھورے گیسو سونے جیسے ہیں۔ تیرے چہرے کا لت پھول جیسا ہے اور تیرے جسم کا ہر عضو باغ کے بوٹوں جیسا ہے۔

چراڑئ ہینٔش

مِرِجم مہ عِشقسانٔت
یوٗرمس سُٹئ کفنسانٔت

جُوک نرے با ملنٔگسانٔت
ہُنٔ گہ کِھر با یوٗرمس سانٔت

ترجمہ: جب میں عشق میں فنا کی گھاٹی سے گذر کر انتقال کروں گا تو یورمس مجھے کفنانے کے لیے آئے گی۔ اس وقت تم لوگ میری لاش کے ساتھ مت چھیڑو، بس یورمس جس طرح تمھیں کہے اس پر عمل کئے جاؤ۔

مِرِجم کون گُرُنٔ برے
تھئ خمار در گرے مہ تُنٔ برے

مجو یر برے گئ تہ بُن برے
جنازیٹ وہ تُہ ا کُھن برے

ترجمہ: معلوم نہیں میں تیری یاد میں کھو کے کہاں مر جاؤں۔ تُو مجھے یہاں چھوڑ کر جیسے بھاگ نکلی۔ مگر پھر بھی تُو میرا جنازہ پڑھانے اخوند بن کے آنا۔

پرڑو بُج ن فرشتہ بے
تُہ اوڈور تھ ین دیوانہ بے

تُہ پشی روْ مستانہ بے
مَوار نے وائِن بیگانہ بے

ترجمہ: میری روح فرشتہ بن کر اُڑتی ہ ے اویوانہ وار تجھے تلاش کرتی ہے۔ تجھے پا کر مستی میں جھوم اُٹھتی ہے جبکہ تُو بیگانہ بن کر میری طرف نہیں آ رہی ہو۔

شل کلر گرے ڈِم مئ سُم بئ
یوْرمس آ ئِل تھے خبر ڈُم بئ

متو گرے کلِپ مجنون بئ
روح آسمانوْر ایئ پُرخون بئ

ترجمہ: میرے مرنے کے سو سال بعد میرا جسم خاک میں مل جائے گا تب بھی تیری آمد کا سُن کر میرا قلب مجنون بن کر تڑپ اٹھے گا اور میری روح آسمان پر آکر خون میں لت پت ہو گی۔

روح بُجئ فرشتہ بے
کلِپ پھت بئ نن سکتہ بے

یوْرمس وائ خلیفہ ہے
چراغ ہتھوْر تھے مرزہ ہے
ترجمہ
قیامت در زندہ تھیک توْ
حق حسابوْر نِہ توْلیک توْ
ترجمہ
یوْرمس مکچ بیْریک توْ
پِھٹِک نے ہم مہ مریک توْ
ترجمہ

یوْرمسئ مِنلار

تین خَتم تھئ صفت بئ
یوْرمس پُھٹّی نن جنت بئ

شوق بسک یئ ھوْ تھئ رحمت بئ
نائ بہار بم تھے گرس بئ

ترجمہ: اب تیری عبادت کا زمانہ بیت چکا ہوگا اور میری عاشقی کا گلاب کھل کر جنت کا سماں پیدا کر چکا ہوگا۔ میرا شوق تیری رحمت کا موجب ہوگا اور نئی بہار آنے کی تیاری ہو رہی ہوگی۔

دفتر ہِن نُہ ملنگ جانج
شروع تِ ھیٔں تھئ دستانج

مئ ہُونگ ہِن ہر استانج
عاشق نُش توْ یوْرمس جانج

ترجمہ: اے میرے محبوب! ملنگ پر شاعری کا دفتر کھل چکا ہے اور اب تیری مدح سرائی شروع ہونے والی ہے۔ مجھے قسم ہے ہر آستانے کی کہ مجھے تم سے سچی محبت ہے۔

یوْرمس توْ عبارت ہِن
عشقر معنی وحدت ہِن

ظالم توْ چار فلک ہِن
نزُک جِیل مئ نن ہلک ہِن

ترجمہ: میری شاعری میں یورمس کی اصطلاح لفظ کی طرح ہے جبکہ عشق میں اس کا مطلب مقام احدیت ہے۔ میرے بارے میں لوگوں کی ناسمجھی بس حسد کا پیش خیمہ بن گئی ہے۔ جبکہ یہ مقام وہ ہے جہاں خود میری جان کے لالے پڑے ہیں۔

بلبل مہ تھئ گلزارئ
نُش عاشق مہ ہر بہارئ

ہِیر زخم تھئ کھٹارئ
لائق تھےْ مہ توم درباری

ترجمہ: میں تو صرف تمہارے چمن کا بلبل ہوں اور ہر نئی آنے والی بہار کا رسیا نہیں۔ میرا دل تو تمہارے ہاتھوں زخمی ہوا ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تُو مجھے اپنے دربار میں بیٹھنے کے قابل سمجھ لے۔

پکنوہ ہِن تُہ یُنیْجوْ
گلاب لش بئ تھئ مُکھیْجوْ

چِنالِہ مئ جِلیُجوُ
لائ شِیبیلِہ بلبلیُجوُ

ترجمہ: اے میرے محبوب! تُو چاند کی چاندنی سے بھی بڑھ کر پویتر ہو اور تیرے چہرے کی سرخی سے گلاب بھی شرما جائے۔ تُو میری جان سے بھی بڑھ کر میرے لیے عزیز ہو اور بلبل سے بھی بڑھ کر کہیں حسین ہو۔

سمون   تِھین ایُک رنگیُسانُت
روبرو بِین پُھونرُوُ   سانُت

مئ جِیل نُش   تین ڈِمیُسانُت
ہمیش بُجِن یوُرمسیُسانُت

ترجمہ: اے میرے محبوب! جب تُو ایک ہی رنگ کے لباس میں جلوہ افروز ہوتے ہو اور پھولوں کے روبرو کھڑے ہو جاتے ہو تو میری جان میرے جسم سے نکل جاتی ہے اور یورمس کے ساتھ چلی جاتی ہے۔

لال نُش بئ بدخشانوُر
تُہ پرُلِک ہندوستانوُر

افسوس تھے ہگُئ   ہری   آنزوُر
یوُرمس لُپِن گلستانوُر

ترجمہ: اے میرے محبوب! تجھ جیسا لعل و گہر بدخشان میں پایا جاتا ہے اور
ہ تیرا کوئی ثانی ہندوستان میں موجود ہے۔ جب تو اپنے چمن میں کھل اُٹھتی
ے تو ساری دنیا تجھے رشک کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

قلم یاِین کاغذسانُت
خیال بُجِن یوُرمسسانُت

فلک نچِت	ملنگسانُت
ظلم تِھین ہزار رو	نُگسانُت

ترجمہ: قلم صفحۂ قرطاس پر لکھے جا رہی ہے جبکہ میرا خیال یورمس میں مگن ہے۔ فلک
ملنگ کے حسد میں مبتلا ہے اور ظلم پر ظلم روا رکھے ہوئے ہے۔

جنت در جگ اٹیک توُ
خوش تھے حورِہ ہرا تھیک توُ

یوُرمس ہرم مٹ دیک توُ
ہزار حورؤسانُت توُلیک توُ

ترجمہ: قیامت کے روز جب حساب وکتاب کے لی ے لوگوں کو اکھٹا کیا جائے گا اور
جنتیوں سے اپنی پسند کی حوریں لینے کے لیے کہا جائے گا تو میں یورمس ہی کو اپنے لیے
پسند کروں گا گرہزار حوریں بھی اس کے مقابلے میں ملیں۔

حیوانِہ ہلَ   وینن
نفسئ کولےُ نن جُ   لینن

بلبل توُ شاکوُر دینن
تین   قفس د   ر وی رمینن

ترجمہ: بیوقوف لوگوں کو میرے خلاف ورغلایا جا رہا ہے اور کج نفسوں کو طرح طرح کی لالچیں دی جا رہی ہیں۔ بلبل پر کمندیں پھینکی جا رہی ہیں تاکہ اسے پا بہ قفس کیا جا سکے۔

یوٗرمسئ سُلچرئ تِکنی

تھئ ہتہِ نُہ گِلاسئ
شوٹِہ تھیگیٗن تھئ کھرازئ

مُکھئ رنٗگ ہن تھئ گلابئ
ہِیوٗ تھئ عرق شرابئ

ترجمہ: اے میرے محبوب! تیرے ہاتھ گلاس کی طرح حسین ہیں اور تیرا گلا اتنا صاف اور شفاف ہے جیسے کھراز۔ تیرا چہرہ گلاب کی مانند مہکتا ہے اور تیرا دل اس قدر مست ہے جیسے شراب۔

نن بیٹِن دردانہ ہرے
مورِیرےٗ تِھین جرےٗ مستانہ ہرے

کوٗنٹ دمُس دیوانہ ہرے
مئ ہوش بُجِن پروانہ ہرے

ترجمہ: میرا محبوب میرے سامنے بڑے دلکش انداز میں بیٹھا ہوا ہے اور بڑے مستانہ انداز میں بول رہا ہے۔ میں دیوانہ وار اسے سن رہا ہوں اور پروانے کی طرح میرے اوسان اڑ رہے ہیں۔

لیلہ بدخشانہِ ہِن
ٹُٹنگ گوٹ در روشنہِ ہِن

عشقانوٹ تو غازی ہِن
جِیل مئ تُ جوْ قربانی ہِن

ترجمہ: اے میرے محبوب! تیرا سراپا بدخشان کے موتی کی طرح چمکتا ہے اور تُو اندھیرے میں چراغ کی مانند ہو۔ تُو عاشقوں پر فاتح ہو اور میری جان تجھ پر فدا ہے۔

ایْک شاکوْ پی بان نِیل ئ
کھبوْ شاکوْ تھئ جنگِیرئ

اچِھیرے ہن تھئ رونْزئ
نازک اونْٹِہ انگبینئ

ترجمہ: اے میرے محبوب! تیرا داہنا بازو پیبان نِیلہ (ایک اعلٰی قسم کی خوبانی کا درخت) کی شاخ کی مانند ہے اور تیرا بایاں بازو جنگیِر (یہ بھی ایک اعلٰی قسم کی خوبانی کا درخت ہے) کی شاخ کی مانند ہے۔ تیری آنکھیں غزال کی طرح ہیں اور تیرے نازک ہونٹ شہد جیسے رسیلے ہیں۔

تومےٗ بُجن بیگانہ بے
ہوش نیے رِہ دیوانہ بے

ملنگ بئ تُہ مستانہ بے
پِھری وان رِہ شر منده بے

ترجمہ: اس نفسا نفسی کے زمانے میں اپنے بھی بیگانہ بن گئے ہیں اور عقل کھو کر دیوانوں کی طرح بھٹک رہے ہیں۔ ملنگ تُو چپ کی سادھ لے۔ یہ لوگ نادم ہو کر خود ہی تیرے گرویدہ ہو لنگے۔

یوٗرمس گر برے پھتُہ

مدد نرے تھوک مئ پیر سےٗ
کھچِہ تھوک چلو امیر سےٗ

سستی ولوک وزیر سےٗ
یوٗرمس ہروک برے پیر سےٗ

ترجمہ: میری اس شکستگی میں نہ تو میرے مرشد نے میری کوئی مدد کی، نہ ہی حاکم وقت نے انصاف کا ہاتھ بڑھایا۔ میری شکستگی بڑھانے میں ہمارے وزیر کی سستی ہی تھی کہ یورمس ایک بے پیر کے ہاتھ چڑھی۔

نرےٗ جیک مئ عبادت ہِن
بُت شِلوکئ ایٗک صورت ہِن

دمِجار توٗ مٹ یوٗرمس ہِن
نصیب بُٹِہ مئ غارت ہِن

ترجمہ: میں اس رکوع و سجود کو عبادت کا درجہ نہیں دیتا۔ بلکہ یہ تو بت پرستی کی ایک صورت ہے۔ میرے نصیب کا ستارہ جو گردش میں ہے وہ یورمس کی وجہ سے ہے ۔

ہوش مجو گے باغی بِل
یوٗرمس کونو مٹ پری بِل

مئ دش گے سودائی بِل
چپ تھے گائ وُٹ سواری بِل

ترجمہ: یورمس کا پری بن کر مجھ پر کیا ظاہر ہونا تھا کہ میرے ہوش اور حواس مجھ سے باغی ہوگئے ہیں۔ میری سمجھنے اور سوچنے کی قوت سودائی ہوئی ہے اور بس مجھ پر شاعری کا ورود ہوا ہے۔

نے ضد نے عداوت بِن
عشقِ دیگا تھئ قدرت بِن

مئ جیِل توٗ نن ابس بِن
خیال بُبّہ گے یوٗرمس بِن

ترجمہ: نہ مجھے کسی سے کوئی عداوت ہے نہ ہی میرے دل میں کسی کے لیے کوئی رنجش ہے بلکہ یہ تو ایک کرشمہ ہے کہ مجھے کسی سے عشق ہوا ہے۔ میری جان اس عشق کی اسیر ہے اور میری سوچ یورمس کی یاد میں محو ہو چکی ہے۔

تقدیر نے تھوک رحمان سےٗ
علاج جیک تھم ملنگ جان سےٗ

ہرِیگُہ رےٗ دشمان سےٗ
گار شیگہِ مج آسمان سےٗ

ترجمہ

بارگاہ ایزدی میں یورمس میری تقدیر میں نہیں تھی اور میں تقدیر کے سامنے بے بس تھا۔ چنانچہ وہ مولوی صاحب کے تقدیر میں لکھی گئی تھی اسے مولوی صاحب لے گئے۔ اس خلاف واقعہ صورت حال کا اثر یہ ہے کہ چرخِ کج رفتار مجھ پر برابر آگ برسا رہی ہے۔

یوٗرمسئ عشقئ چھوٗروٗ

دفتر تھئ شروع بِل توٗ

تھٹرےٗ لِپ تھی ن نِہ مولائیٗس
کھویرےٗ پھت تھین نِہ مُلائیٗس

افسوس تھین کھنٗش برائیٗس
بزم تھین ماتم سرائیٗس

ترجمہ

تیری بارگاہ میں میرا کلام شروع ہوا تو مُلاّ اپنے دستار پھینک دیں گے اور لڑکیاں اپنے دوپٹے اتار دیں گی۔ ہر محبوبہ کفِ افسوس ملے گی اور ماتم سرائیں بزمِ طرب منائیں گی۔

جُمات در شروع بِل توٗ

نماز پھت بئ کتاب چس بئ
ہر طالب اکوٹ مس بئ

امام نوٹوٗٹ گرس بئ
شریعت بُٹِہ ابس بئ

ترجمہ

میرا کلام اگر مسجد میں شروع ہو جائے تو نماز ترک ہو گی اور کتاب لپیٹی جائے گی اور ہر طالب علم مستی کی کیفیت میں آ جائے گا۔ مسج دکا پیش امام دھمال کرے گا اور شریعت لپیٹی جائے گی۔

مجلس در شروع بِل توٗ

موئ ٹوکِہ ببلہ ہئ
ہوشیارک دیوانہ ہئ

بے خود نُہ خلیفہ ہئ
تھئ افسوسوٗر فرشتہ ہئ

ترجمہ

میرا کلام اگر کسی مجلس میں شروع ہو جائے تو شراب کے کوزے کھول دئے جائیں گے اور تمام عاقل لوگ دیوانے ہو جائیں گے۔ سارے عالم لوگ محو ہو جائیں گے اور فرشتے تیرے حلقہ بگوش ہونگے۔

بُت خانیر ویئ شروع بِل توُ

بے ہوشانِہ گے بُتِہ بین
پروانانِہ ہِندُوِہ بین

ایمان اٹے مُٹِہ بین
بے خبر بے مومِنِہ بین

ترجمہ

میرا کلام اگر کسی بت خانے میں شروع ہو جائے تو بی ہوش لوگ بتوں کی طرح بے جان ہونگے اور طالبین ہندو بن کر ان کی پرستش میں مبتلا ہو نگے۔ پھر ان پر ایمان لا کر سوچنے سے عاری ہو نگے اور حقیقت سے ناآشنا ہو کر مومن بن جائیں گے۔

خدائی بپ ٹلوک

اول توحیدوْر توم خدا ئ سُنّیوک اوْن
دوئم رسول ئ رسالت سُنیی ہوْ
نُورئ چلو وہ مصطفٰی سُنّیوک اوْن

ترجمہ

سب سے پہلے مسئلۂ توحید میں زات وصفات کے مرتبے کو سمجھنا ضروری ہے پھر دوسرے مرحلے میں آئینِ رسالت کے مسئلے میں محمدالرسول اللّٰہ کی نوری حیثیت کو سمجھنا لازم ہے۔

سوئم مدام نماز توم پُورِہ تھوک اوْن
ارُن دُجوجرۓ ہِیو پاک چِھبی ہوْ
خُدایئ بپ ہ ن توم شِشج کُروک اوْن

ترجمہ

تیسرا مرتبہ نماز کا ہے جسے بھرپور خضوع وخشوع سے ادا کرنا ہے۔ اس مرتبے کو سرانجام دینے کے لئے تزکیے کے عمل سے گذرنا ضروری ہے تاکہ اس مرتبے کا حق بخوبی ادا ہو سکے۔

چہارم توم زکوٰۃ بس پُورِہ دوک اوْن
قارون سرےْ کھش تِھیتا کُتُرِک وی ہوْ
ایرے تھرے جیک زکوٰۃ توم اِکھلوک اوْن

ترجمہ

چوتھا مرتبہ زکوٰۃ کے عمل کا ہے ۔ یہ عمل کوئی ایسا عمل نہیں ہے کہ قارون کی طرح اپنے مال سے کتیا کو زبح کر کے اس زمانے کے نبی کو پیش کرنا۔ یہ اس طرح کا جیسا کوئی عمل نہیں ہے (یعنی زکوٰۃ میں پاکی بہت لازم ہے۔)

پنجم جہاد اکبر گہ پُورِہ تھوک اوْن
نادان پِھری نرے جہالت پِترو
ایرے برے کلِیوْٹ نرے جہاد ریوک اوْن

ترجمہ

پانچواں مرتبہ جہاد کے عمل کو بھر پور انداز میں انجام دینے کا ہے۔ یہ عمل نادانوں کی طرح جہالت پر مبنی ایسا کوئی عمل نہیں ہے کہ جس میں نفس کا غلام بنا جائے۔

عشق گہ خدا

آنزوْر نہِ حمدِہ مئ یزدانئ اینن
سوْس گائوْٹ کوْڈ ہری نرے اکو تُھر تھرے
چگایرٔ ملنگ یوْرمس جانئ اینن

ترجمہ

میری زبان پر حمد ثنا میرے خدا کے لئے ہے۔ اس لئے تم اپنے من کو آزاد کر کے میرے گیت سنو کہ ان میں ملنگ اور یوْرمس بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔

نہِ عاشقانہِ تھئ فرمانوْر اینن
ہزار للہِ میُوڑئ جِپ ج ٹھر برے
چگایرٔ بُٹرٔ تھئ داستانوْر اینن

ترجمہ

محض عاشق لوگ ہی تیرے حکم پر قائم ہیں۔ کیونکہ میری زبان پر وارد ہونے والی ہزاروں ستائشیں جڑ کر تیری داستان رقم کرتے ہیں۔

تقدیرئ استوم

علم ہری نِہ عالمانوٗٹ دیگیٚن
حقیقی علم گہ نظر ولے اش
مہ گہ یوٗرمس گہ سید جانٹ دیگیٚن

ترجمہ

دنیا میں علم ظاہر ہر عالم کو عطا ہوا ہے مگر علم باطن صرف اور صرف یورمس، مجھے اور سید جان (سید جان سے مراد ملنگ کے استاد ہیں) کو عطا کی اگیاہے۔

روحانِہ خیمہ لامکانوٗر دیگیٚن
تُہ ابوم باشئ باجہ
باش تھے پاکستانوٗر دیگیٚن

ترجمہ

روحانی طور پر ہمیں لامکانی کا شرف دیا گیا ہے مگر ناسوتی احوال کی مناسبت سے فضول گوئی کے لئے پاکستان بھیجا گیا ہے۔

مئ جِیل ہری کرے ہگا رؤر دیگیٔن
ملنگ زوالحال ہنُہ تِمو دجورن
روحی کوٹْنشر ولے خیال وٗر دیگیٔن

ترجمہ

کبھی مجھے آگ میں جھونکا گیا ہے اور پھر کبھی میری ذوالحالی میں مادۂ برداشت کی قوت عطا کر کے میرے خیالات کو القا کی طاقت عطا ہوئی ہے۔

دُنِئاتئ کوٗم بُٹوٗ تقدیروٗر دیگیٔن
جہانئ ہوش گہ نِہ خیالِہ گنٹے
ملنگ بندہ تھے توم زن جیروٗر دیگیٔن

ترجمہ

دنیا کے سارے امور مہماتِ تقدیر میں رکھے گئے ہیں اور امورِ دنیا کے لحاظ سے انجام پانے والے میرے تمام مسائل بندگی کے واسطے سے پابہ تقدیر کئے گئے ہیں۔

ہر بندگی نِہ ہوشیاروٗٹ دیگیٔن
عذابِہ دوجرِ نرِ دُنِئاتر چِھبی
ثوابئ پوٗن نِہ خاک ساروٗٹ دیگیٔن

ترجمہ

تصوف کے ذی عشرہ میں بندگی کے مقام تک پہنچنے کے لئے ایک راہ ہوشیاری قرار دی گئی ہے۔ ملنگ اس شعر میں بندگی کے حصول کے لئے ہوشیاری کو معیار قرار دیتا ہے جو "سکر" کی ضد ہے۔ جبکہ دنیا کے مصائب جھیلتے ہوئے فنا کے درجے پر فائز ہونے کو خاکساری قرار دیتا ہے۔

نظر منظر نِہ عا رفانوٗٹ دیگیٗن
ایمان گُ مانج اٹ وک چھچِہ ہری
کھس سنّچِہ پوٗن نِہ مومنانوٗٹ دیگیٗن

ترجمہ

حقیقت کا منکشف ہونا عارفوں کے زمرے میں آیا ہے اور محض گمان پر ایمان لانے کا آسان راستہ مومنوں کو دیا گیا ہے۔

نماز روزہ نِہ پرہیزگار وٗٹ دیگیٗن
سانوٗر بُڑیئ پِیوکئ چھچِہ بُٹِہ
بِپو مچوک برٕ گنہگاروٗٹ دیگیٗن

ترجمہ

عبادات بجا لانے کا ڈھنگ پرہیزگاروں کو دیا گیا ہے جبکہ ہمیں عشق کی بھٹی میں ڈوب کر شرابِ عشق پینے کا مرتبہ عطا کیا گیا ہے۔

دُناتئ ستم

نرےٗ گٹ اسوٗٹ توٗ آدم   یحُوٗ آلِن
دُریٹ گمانِہ بیٗس ہروک   گِنی اش
مِشٹِہ گہ کھچِہ توم جِل   یحُوٗ آلِن

ترجمہ

آدمی کی خو بو تو ہبوطِ آدم کے مرحلے ہی سے چلی آرہی ہے۔ باقی سب کچھ ہماری دور از خیالی کا نتیجہ ہے جبکہ یہ شر اور خیر کا شاخسانہ خود ہمارے اندر کی صفات کا آئنہ دار ہے۔

یوٗرمس پُھنر   پِھری مئ کھوئیٗ ٹ آلِن
الکھانِس دے   مہ امُشرو ہری اش
وہ پُھنروٗر گرے   کون ہتیٗٹ مٹ آلِن

ترجمہ

یورمس پھول کا روپ دھارتی ہے اور میری ٹوپی پر آکر سجتی ہے۔ جب میں اس کے خیال میں بالکل محو ہو جاتا ہوں تو وہ پھولوں میں چھپ کر میری دسترس سے باہر ہو جاتی ہے (اس شعر میں محویت سے ملنگ کی مراد توحید عیانی کی منزل ہے جہاں پہنچ کر عشق پیچھے رہ جاتی ہے اور دقیق بشری تقاضے (جیسے عشق ہے۔ یہ بھی خدا تک پہنچنے کا ایسا ہی ایک وسیلہ ہے جیسی عبادات ہیں) دم توڑتے ہیں)۔

مُکھوتِ گلسرِہ   افسوسوٗر   آلِنِ
جنتئ حور و نرٕ   سُدِچار دجی اش
تھئ پائو سُم پِ   ھری سجودوٗر آلِن

ترجمہ:

نسرین و بنفشہ تجھ سے ملنے کی آرزو لئے یہاں آجاتے ہیں اور حورانِ جنت کی خوبصورتی مدہم ہو کر تیرے پاؤں کی خاک میں بدل جاتی ہے اور تیرے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ (اس شعر میں تصوف کے ابن العربی فلسفے کی وہ عمودی ترتیب بیان ہوئی ہے جس میں عالم شش جہت پر ''اللہ'' فائز ہے اور مقام سجدہ ہے۔)

غزل سوٗرومِک برٕ تین آنز   وٗر آلِن
اجُہ خداس مہ دیوانہ تھوک سات در
عشقئ مستی   بُطِ نُہ جامر آلِن

ترجمہ:

اب میری شاعری میں غزل کا رنگ بالکل چھا گیا ہے۔ خدا کا کرنا کہ جب اس سال مجھ پر دیوانگی طاری ہوئی تو عشق کی مستی بھی بھرپور انداز میں میری نیستی میں ابھرِ آئی۔

یوْرمس گہ ملنگ

نِہ ایْک ایْک مورِئرےْ دُردانہ برےْ ا ژنن
ملنگ یوْرمس بنّیرےْ نوْبٹھو نوْٹھوجرےْ
جنت در خوش برے پروانہ برے ا ژنن

ترجمہ

میرے دل پر خیالات موتیوں کی طرح امڈتے ہیں اوریورمس اور میں ہنستے ہنساتے جنت می ں داخل ہو جاتے ہیں۔

فرہاد شیرین تھئ اے افسوسوْر اینن
لیلِہ مجنون مچیئ بِٹھو بِٹھوجرےْ
تھئ گایوْٹ کوْنْٹ دے رِہ سُرُورؤ اینن

ترجمہ

فرہاد اور شیرین یورمس سے ملنے کی آرزو لئے یہاں آتے ہیں۔ جبکہ مجنون اور لیلیٰ مچلتے مچلتے آتے ہیں اور تیرے گیت سن کر سرور میں آ جاتے ہیں۔

یوْرمس گہ پُھنرِہ مئ کھویج ایرن
رجِلِس روْنگ بہاروْر پھر پھروجرےْ
شارےْ دِ جو برائئ اونٹوْج اینن

ترجمہ

یورمس پھولوں کے ساتھ آکر میری ٹوپی پر بیٹھ جاتی ہے۔ موسمِ بہار میں چنبیلی جب مختلف رنگوں میں اپنے روپ تبدیل کرتی ہے تو وہ سارے رنگ و روپ میری محبوبہ کے لبوں پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

پُھنر گُلابِہ تھئ افسوسوٗر اینن
جنتئ حُورِہ دُردانہ پِھروجےٗ
تھئ اے رونق پشی سُجُودوٗر اینن

ترجمہ

گلستان میں سبھی پھول تیرا حسن دیکھ کر رشک میں آجاتے ہیں اور جنت کی حوریں تیرے دیوانے بن کر تیرے سامنے جھکنے آجاتی ہیں۔

مومن

مرگئ مزہ نِہ امامانوْٹ دیگیْن
مرگیْجوْ ار برےْ نرےْ بِجوکئ ہُوپ کھس
اُچیئ نشوک نِہ کافرانوْٹ دیگیْن

ترجمہ

اللّٰہ کی راہ میں قربان ہونے کی لذت اماموں (یہاں مراد امام حسین ہیں) کو عطا ہوئی ہے اور موت سے ڈر کر بھاگ جانے کی کمزوری کافروں کے زمرے میں آئی ہے۔

جُوکِہ تِموک نِہ غلامانوْٹ دیگیْن
دوستانو جیِل ہنِس تھے ہزَرو کھس

ترجمہ

اپنے دوستوں کو درد و غم بخشا گیا ہے اور انہیں اس دارِ فانی سے ہنساتے ہوئے اٹھایا گیا ہے۔

آنشےْ بِروک نِہ مومِنانوْٹ دیگیْن
ارُن دجَرو نشوکئ ہُوپ ہری کھ س
ہِیر لُپروک نِہ فقیرانوْٹ دیگیْن

ترجمہ

گریہ وزاری مومنین کو عطا کی گئی ہے اور فقرا کو اپنا من جلا کر راکھ کرنے اور اس من سوزی سے اپنے قلب کو روشن کرنے کی سعادت عنایت کی گئی ہے۔

صفت گٹِیتَکٹ حورانِہ دیگیْن
صفت کوس یہ تِھگُن   حرام ہنِہ کھس
چراغِہ ہتوْر   عاشِقانوْٹ دیگیْن

ترجمہ

ایمان کی صفت اختیار کرنے والے کو جنت کی حوریں عطا کرنے کی بشارت دی گئی ہے۔ جس نے صفت ترک کی اس پر اس کے انعامات حرام ہیں۔ جبکہ عاشقوں کو یدِبیضا عطا کیا گیا ہے۔